صریر خامہ
SAREER A KHAMA
TAFHEEM RESEARCH CENTRE
Category Y
ISSN Online: 3005-947X
ISSN Print: 3005-9461
Vol: 03, Issue 02 (October to December 2024)

عہد نبوی میں معاشرتی فلاح کی حکمت عملی اور اس کی عصری اہمیت

Social Welfare Strategies in the Nabvi Era and Its Contemporary Importance

1۔ حفیظ ارشد ہاشمی۔ لیکچرر اسلامیات / پی۔ ایچ۔ ڈی اسکالر
گورنمنٹ گریجوایٹ کالج عیسی خیل، میانوالی پاکستان
Hafeez.arshad8066@gmail.com / 03028153133
2۔ قمر عزیز۔ پی ایچ ڈی سکالر
qamaraziz.mi@gmail.com/03167489321
3۔ پروفیسر ڈاکٹر عبد الوھاب۔ قرطبہ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی ڈیرہ اسماعیل خان
abdulwahab2842@gmail.com

Abstract

Many welfare organizations are working in the world in general and many are also working in Pakistan in particular but the desired benefits are not being obtained from the social welfare works being done. The main reason for this is that, in charitable works, we arrange the prophetic strategy according to our own will, due to which the desired results cannot be achieved. The whole life of the Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) was led for the welfare of humanity and He (S.A.W) always wished for the betterment of people in the world and hereafter. The Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) sought concrete steps that were not only useful for the people of that time but also provided the basis for ideal welfare for people of all ages. The Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) and his companions focused on the important sectors of society namely public services, mutual cooperation, safety of life, education, health, and agriculture. Examples of brotherhood of Madinah, resettlement of refugees, contract of Madinah, practical measures to increase the literacy rate, permanent education system of AshabE Suffah, needy tribes, orphans, timely financial assistance to travelers, prisoners & slaves offer strong testimony and evidence from the Prophet Mohammad's biography. Scholars of hadith and Islamic jurists have distinguished various chapters and volumes on these welfare issues and services during the time of the Messenger of Allah (May God bless him and grant him peace). This research article sheds light on all these aspects in a very clear way. Revival of this welfare policy can raise our position as a nation in the world. The need is that we not only need to understand the strategies of Rasoolullah(S.A.W) for economic welfare at the individual as well as national and state levels, but it is necessary to realize collectively that the solution to all our social problems is in the strategies provided by Rasoolullah(S.A.W). Some of the basic strategies have been tried to highlight in this article.

Key Words: *Welfare, Nabvi Era, Social, Contemporary , Importance,*

خلاصہ مضمون

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی انسانیت کی بہتری کے لیے گزری۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عوام کیلئے دونوں جہاں کے لیے یہ بہتری چاہتے تھے یعنی دنیا اور آخرت کی زندگی کی فلاح ہی آپ کا مطمع نظر رہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلے میں ٹھوس اقدامات کیے جو نہ صرف اس وقت کے لوگوں کے لیے مفید تھے بلکہ ہر دور کے تمام لوگوں کے لیے مثالی فلاح کی بنیاد بھی فراہم کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے معاشرے کے اہم شعبوں یعنی عوامی خدمات، باہمی تعاون، زندگی کی حفاظت، تعلیم، صحت اور زراعت پر توجہ مرکوز کی۔ مدینہ کی بھائی چارگی کی مثالیں، مہاجرین کی آبادکاری، مدینہ کا معاہدہ، شرح خواندگی میں اضافے کے لیے عملی اقدامات، اصحاب صفہ کا مستقل نظامِ تعلیم، ضرورت مند قبائل، یتیموں، مسافروں کی بروقت مالی امداد، قیدیوں، غلاموں اور مختلف مواقع پر خصوصی ہدایات سیرت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے مضبوط گواہی اور ثبوت پیش کرتی ہیں۔ محدثین اور فقہاء نے ان فلاحی مسائل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں خدمات پر مختلف ابواب اور جلدوں کو نمایاں طور پر مرتب کیا ہے۔ یہ تحقیقی مضمون ان تمام پہلوؤں پر واضح طور پر روشنی ڈالتا ہے۔ اس فلاحی پالیسی کا احیاء دنیا میں بطور قوم ہمارا مقام بلند کر سکتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمیں انفرادی کے ساتھ ساتھ قومی وریاستی سطح پر معاشی فلاح کیلئے رسول اللہ کی حکمت عملیوں کا نہ صرف ادراک کرنے کی ضرورت ہے بلکہ اس بات کا اجتماعی طور پہ احساس کرنا ضروری ہے کہ ہمارے جملہ معاشرتی مسائل کا حل رسول اللہ کی فراہم کردہ حکمت عملیوں میں ہے جن میں سے کچھ بنیادی حکمت عملیوں پر اس آرٹیکل میں روشنی ڈالنے کی کوشش کی جائے گی۔

کلیدی الفاظ: فلاح، عہد نبوی، معاشرتی، عصری، اہمیت

دنیا آج ریاستی، نیم ریاستی اور تنظیمی سطح پر سماجی بہبود کی خدمات کی فراہمی کا دور دیکھ رہی ہے۔ زیادہ آمدنی والے ممالک کی شناخت مضبوط ریاستی سماجی بہبود کے نظام سے کی جاتی ہے جو اپنے شہریوں کی زندگی کو تبدیل کرنے میں کامیاب ہوا جو مسلسل بہت سے افریقیوں اور ایشیائیوں وغیرہ کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے۔ کئی ایشیائی و افریقی ممالک بہت پسماندہ ہیں اور کئی دہائیوں سے پسماندگی کا شکار ہیں۔ نتیجتاً زیادہ آمدنی والے ممالک کی این جی اوز کبھی کبھار انسانی ضروریات کے مختلف شعبوں مثلاً صحت، تعلیم، پانی کی فراہمی، خوراک وغیرہ کی فراہمی میں خلا کو پر کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ دوسری طرف سماجی بہبود اسلام کے لیے کوئی نئی بات نہیں ہے اور کئی مسلم معاشروں میں صدیوں سے رائج ہے۔ قرآن کئی بار صدقہ کے مسئلے میں خصوصی طور پر خطاب کرتا ہے۔ ریاست کا یہ فرض ہے کہ وہ مناسب فلاحی پیکج دے کر اپنے شہریوں کی مجموعی فلاح و بہبود کو پورا کرے جس میں تمام شہریوں کی ضروریات اور ان کی سماجی اور معاشی بہبود کو ریاست مناسب طور پر مدنظر رکھے۔ ورنہ ریاست کے حکمران اللہ کے سامنے جوابدہ ہوں گے۔ سوائے اس کے کہ جہاں ریاست معاشی طور پر کمزور ہو اور اس کے حکمران عوامی دولت میں عیاشی نہیں کر رہے ہوں بلکہ معاشی تناؤ سے متاثر ہوں۔ پوری ریاست کی دولت اور افراد کے ہاتھ میں جو دولت ہے وہ سب اصل مالک یعنی اللہ کی ہے اور اس نے حکم دیا کہ اس کا کچھ حصہ اس کی مخلوق پر زکوۃ، صدقہ و خیرات وغیرہ کی صورت میں خرچ کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ دولت کا مجموعی مالک ہے اور انسان کے پاس صرف ثانوی ملکیت اور امانت ہے جو کہ استعمال کی متعدد شرائط سے گھری ہوئی ہے۔ قرآن نے اس بات پہ زور دیا کہ دولت ایک امانت ہے جسے خدا نے ہر دولت مند کے سپرد کیا ہے اور دولت کا استعمال اصل مالک کے وضع کردہ اصولوں کے مطابق ہونا چاہیے مثلاً الکحل، جوا، ذخیرہ اندوزی، دھوکہ دہی رشوت یا نقصان دہ منشیات میں لین دین نہ کرنا لیکن مال کو ایسے لوگوں کو دے کر اچھے طریقوں سے استعمال کرنا جو معاشرے میں مصیبتوں کو کم کرنے کے لیے کام کر رہے ہیں۔ اس طرح معاشرے میں سماجی مسائل محدود ہو جائیں گے اور مختلف لوگوں کے درمیان افہام و تفہیم کی ہم آہنگی پیدا ہو جائے گی۔

منہج تحقیق:

سماجی فلاح کی نبوی حکمت عملی پر کی جانے والی اس تحقیق کا منہج استنباطی اور بیانیہ ہے یعنی ضروری اصطلاحات اور بنیادی مباحث کو تفصیلاً بیان کیا گیا ہے اور قرآن و سنت کی نصوص سے اور ابحاث فقہیہ سے استنباط کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور ان کے مطابق احکام فقہیہ کو حتی المقدور بیان کیا گیا ہے نیز عہد نبوی میں معاشرتی فلاح کی حکمت عملی اور اس کی عصری اہمیتکو واضح کرنے کیلئے بیانیہ طریقہ استعمال کیا گیا ہے۔

سماجی فلاح و بہبود کے متعلق اسلام کا نقطہ نظر:

قرآن کریم نے سماجی بہبود کے متعلق سورہ بنی اسرائیل میں بہت جامع گفتگو فرمائی ہے جس کی معنی خیزی ہر دور کی ضرورت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

وَ قَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاهُ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا۔ وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًاؕ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِیْ نُفُوْسِكُمْ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِیْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِیْنَ غَفُوْرًا۔ وَ اٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ وَ الْمِسْكِیْنَ وَ ابْنَ السَّبِیْلِ وَ لَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا۔ اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ؕ وَ كَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا۔ وَ اِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّیْسُوْرًا۔ وَ لَا تَجْعَلْ یَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰی عُنُقِكَ وَ لَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا۔ اِنَّ رَبَّكَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرًۢا بَصِیْرًا۔ وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْیَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ اِیَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِیْرًا۔ وَ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓی اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَ سَآءَ سَبِیْلًا۔[1]

ترجمہ: اللہ کا فیصلہ ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو، وہ بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو خصوصیت سے ان کا خیال رکھو، ان کے سامنے تواضع و انکساری کے ساتھ جھک جاؤ۔ درشتی و سختی سے پیش نہ آؤ اور ان کے لیے دعائیں کرتے رہو۔ قرابت داروں، مسکینوں اور مسافروں کا حق ادا کرو۔ بے جا خرچ نہ کرو، ایسا کرنا شیطانی کام ہے، اگر تم اپنی غربت اور افلاس کی وجہ سے ان کی مدد نہ کر سکو تو نرمی سے معذرت کر دو۔ کنجوی اختیار نہ کرو اور نہ ہی تمام مال خرچ کر ڈالو۔ اپنی اولاد کو اس خطرے سے نہ مار ڈالو کہ تم ان کو کچھ کھلا نہ سکو گے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں بھی کھلائے گا اور ان کو بھی کھلائے گا۔ قتل اور وہ بھی اپنی اولاد کا بہت بڑا گناہ ہے۔ زنا کے قریب نہ پھٹکو یہ بے حیائی کا کام اور غلط راستہ ہے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی انفرادی و اجتماعی زندگی کی فلاح و بہبود کے چند بنیادی اصول بیان فرمائے ہیں۔ ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَیْنَیْنِ۔ وَ لِسَانًا وَّ شَفَتَیْنِ۔ وَ هَدَیْنٰهُ النَّجْدَیْنِ۔ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ۔ وَ مَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ۔ فَكُّ رَقَبَةٍ۔ اَوْ اِطْعٰمٌ فِیْ یَوْمٍ ذِیْ مَسْغَبَةٍ۔ یَّتِیْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ۔ اَوْ مِسْكِیْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ۔[2]

ترجمہ: کیا ہم نے اس کی دو آنکھیں نہ بنائیں۔ اور ایک زبان اور دو ہونٹ۔ اور ہم نے اسے دو راستے دکھائے۔ پھر بغیر سوچے سمجھے کیوں نہ گھاٹی میں کود پڑا۔ اور تجھے کیا معلوم کہ وہ گھاٹی کیا ہے؟۔ کسی بندے کی گردن چھڑانا۔ یا بھوک کے دن میں کھانا دینا۔ رشتہ دار یتیم کو۔ یا خاک نشین مسکین کو۔

---

[1] ۔ بنی اسرائیل17:23-32۔

[2] ۔البلد،90:08-16۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے معاشرہ اپنی نچلی ترین سطح پر تھا۔ انسانیت جہالت کے اندھیروں میں ڈوبی ہوئی تھی اور انسانیت ذلیل و خوار تھی۔ انسانی معاشرہ جانوروں کے درجے سے بھی نیچے چلا گیا۔ ان حالات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم رحمت بن کر تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں فرماتے ہیں :

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ۔[3]

اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے"۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تمام زندگی نسلوں کی بہتری، کامیابی، ارتقا، تزکیہ اور فلاح و بہبود کے لیے صرف کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا تفریق انسانیت کی بہتری کا ذمہ لیا اور اس مقصد کے لیے عملی اقدامات اٹھائے۔ ان اقدامات کی وجہ سے وہ نہ صرف اپنے ہم عصروں کے لیے بلکہ آنے والی نسلوں کے لیے بھی فائدہ مند ثابت ہوئے۔ اعلان نبوت سے پہلے ہی آپ کی رحمت نے لوگوں میں شہرت پائی۔ پینتیس سال کی عمر میں انہوں نے کعبہ کی تعمیر میں مدد کی اور حجر اسود کے قیام کا معاملہ پر امن طریقے سے حل کیا۔ مقدس پتھر رکھنے کا معاملہ بہت متنازعہ تھا کیونکہ تمام قبائل اس مبارک کام کو کرنا چاہتے تھے۔ قبائل جنگ کے دہانے پر تھے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حکمت نے جنگ کو بچالیا۔ آپ نے حلف الفضول میں بھی حصہ لیا جو تشدد کو روکنے، غریبوں کی مدد اور مسافروں کی حفاظت کو یقینی بنانے کا معاہدہ تھا۔ معاہدے میں آپ کی شرکت عوامی فلاح و بہبود کے لیے سرکار عالی وقار کی فکر کو ظاہر کرتی ہے۔

حضرت خدیجہؓ نبوت سے پہلے کی اپنی عوامی زندگی کے بارے میں ان الفاظ میں بیان کرتی ہیں:

إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَتَقْرِي الطَّيْفَ وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الحق۔[4]

آپ رشتہ داروں کی ذمہ داریاں ادا کرتے ہیں، کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، غریبوں کے لیے کماتے ہیں، مہمانوں کی تواضع کرتے ہیں اور تمام جائز کاموں میں مدد کرتے ہیں۔

سماجی بہبود حضور ﷺ کی زندگی کا ایک اہم پہلو ہے۔ آپ ﷺ کی حیات طیبہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانیت کی فلاح و بہبود دی گئی۔ حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے دربار میں حضرت جعفر طیارؓ کی تقریر اس سلسلے میں ایک نمایاں دلیل ہے۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا خلاصہ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں: "وہ ہمیں سچ بولنا، امانت رکھی ہوئی چیزیں واپس کرنا اور پڑوسیوں اور ناداروں کے ساتھ حسن سلوک کرنا سکھایا۔ آپ ﷺ نے ہمیں تعلقات توڑنے سے روکا۔

درج بالا آیات میں قرآن کریم کمزوروں کی اعانت و غم گساری اور خاک نشینوں کی حتی المقدور فلاح و بہبود کو ہر مسلمان کا نہ صرف اخلاقی فرض قرار دیتا ہے بلکہ اخروی کامیابی و نجات کا سب سے مضبوط طریقہ بھی باور کراتا نظر آتا ہے کیونکہ سماجی بہبود غربت کو ختم کرنے کے لیے اسلام کے پالیسی فریم ورک میں سے ایک ہے۔ اسلام کا سماجی یکجہتی یا بقا کا نظام ایک اٹوٹ بنیاد پر کھڑا ہے۔ یہ فرد کے ساتھ شروع ہوتا ہے پھر خاندان پھر معاشرہ اور آخر کار پوری انسانیت کو اپنے دائرہ میں لے لیتا ہے۔ ضرورت مندوں کی مدد کرنا ریاست کی ذمہ داری ہے۔ اسلام فرد کو اس کی عزت اور سالمیت کی حفاظت کے لیے ممکنہ حد معاشی

---

[3] ۔الانبیاء،21:107۔

[4] ۔بخاری،محمد بن اسماعیل،الجامع الصحیح،کتاب بدء الوحی،رقم الحدیث 03۔

طور پر خود مختار ہونے کا حکم دیتا ہے۔ یہ کام کرنے ، محنت و کوشش کرنے اور مختلف پیشوں اور دستکاریوں کی مہارت رکھنے والے افراد کو اپنے زیر کفالت افراد کی مدد کرنے کیجو صلہ افزائی کرتا ہے اور انہیں سستی سے باز رہنے کا حکم دیتا ہے۔ یہ بھیک مانگنے اور دوسروں کو دھوکہ دینے کو بطور پیشہ اپنانے کے خلاف بھی خبر دار کرتا ہے۔ اس کے علاوہ اسلام فرد کو دوسروں پر ذمہ داری عائد کرنے کی حوصلہ شکنی کرتا ہے اور اسے یہ باور کراتا ہے کہ وہ کسی بھی مفید اور نفع بخش معاشی سرگرمی میں شامل ہونے کا پابند ہے خواہ اس کا معاوضہ کتنا ہی معمولی ہو۔ فرد کو چاہیے کہ وہ خود کو بامہارت اور معاشرے کیلئے مفید بنانے کے لیے علم (دنیاوی اور مذہبی) حاصل کرنے کا انتظام کرے۔ معاشرے کے ارکان اور ریاست کو چاہیے کہ ان رضامند افراد کو جو بنیادی تعلیم اور مختلف پیشے، دستکاریاں اور مہارتیں حاصل کرنا چاہتے ہوں ان کا کفیل بنتے ہوئے اس کی تکمیل کا بندوبست کریں۔ دوسری طرف خاندان پر اللہ کی طرف سے لازم ہے کہ اپنے ارکان کی مدد کو ایک ذمہ داری سمجھ کر اس کا انتظام کریں۔

حدیث مبارکہ میں ہے کہ

عن ابي هريرة، قال: امر النبي صلى الله عليه وسلم بالصدقة، فقال رجل: يا رسول الله، عندي دينار، فقال:" تصدق به على نفسك"، قال: عندي آخر، قال:" تصدق به على ولدك"، قال: عندي آخر، قال:" تصدق به على زوجتك، او قال: زوجك"، قال: عندي آخر، قال:" تصدق به على خادمك"، قال: عندي آخر، قال:" انت ابصر."5

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے صدقہ کرنے کا حکم دیا تو ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور کہا" میرے پاس ایک دینار ہے"۔ سرکار نے فرمایا "اسے اپنے اوپر خرچ کرو" اس شخص نے کہا" میرے پاس ایک اور بھی ہے"، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا": اسے اپنے بچوں پہ خرچ کرو"، اس شخص نے کہا" میرے پاس ایک اور (تیسرا) بھی ہے"۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" اسے اپنے خاندان پر خرچ کرو"۔ اس شخص نے کہا" میرے پاس ایک اور (چوتھا) بھی ہے" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" اسے اپنے خادم پر خرچ کرو"۔ اس شخص نے کہا" میرے پاس ایک اور (پانچواں) بھی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" تم بہتر جانتے ہو اس کا کیا کرنا ہے"۔

اس کا مطلب ہے کہ خاندان کے معاشی طور پر بہتر افراد سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ کم استحقاقی افراد (خاندان کے) کی تحائف، زکوۃ و صدقہ کے ذریعے مدد کریں۔ معاشرتی مدد ایک اور قسم کا سماجی استحکام ہے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے تا کہ معاشرے سے محتاجی اور غربت کو جڑ سے اکھاڑا جائے اور ساتھ ہی ساتھ صلہ رحمی کو فروغ اور معاشرے کے افراد میں تعلقات کو مضبوط کیا جائے۔ معاشرتی استحکام حاصل کرنے کے مختلف ذرائع ہیں جن میں صدقہ جو کہ خیراتی اعمال یا تحائف، وہ اعمال

[5]۔بخاری،محمد بن اسماعیل،الادب المفرد،کتاب،باب نفقة الرجل على اهله،(کراچی:نور محمد اصح المطابع،طبع اول)، رقم الحدیث 750۔

جن کا مقصد کسی کی موت کے بعد اس کیلئے صدقہ جاریہ ہو، وقف جس کا مطلب ہر سطح پر سماجی خدمات مہیا کرنا ہوتا ہے، تعلیم جو مذہبی و دنیاوی دونوں قسم کی ہو، صحت کے ادارے، پارکس، سرائے اور آرام گاہیں، پینے کے پانی کی سہولیات، لنگر خانے، حج کے آسان راستے، زرعی زمینیں بطور امداد، کفارات، قسم کے کفارے، کفارۂ صوم اور ظہار جو کہ محتاجوں کی مدد کرنے میں معاون ہوتے ہیں۔ یہ کفارات کسی کی دولت سے اس کے گناہوں کا کفارہ ادا کرنے کیلئے ایک خاص حصہ محتاجوں کی مدد کیلئے دیا جاتا ہے وغیرہ شامل ہیں۔ ایسے ہی احرام کی پابندیوں کی خلاف ورزی پر فدیہ، شیخ فانی کا فدیہ صوم، مریض یا حاملہ و دودھ پلانے والی عورت کا فدیہ صوم ادا کیا جاتا ہے، ہدی کا جانور، قربانی، عقیقہ، وصیت ایسے معاشی معاملات ہیں جو معاشرتی استحکام کا ذریعہ بنتے ہیں اور سماجی فلاح میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

اسلام شراکت داروں، والدین، بچوں، پڑوسیوں اور شہریوں کے درمیان فلاح و بہبود کے لیے لازمی اور رضاکارانہ تعاون کی تاکید کرتا ہے۔ ایک خاندان کے سربراہ پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ پورے خاندان کے لیے خوراک، رہائش، لباس، تحفظ کے ساتھ صحت کی دیکھ بھال بھی کرے۔ بخاری و مسلم کی روایت کردہ ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ عالیہ والہ وسلم نے اس بات پر زور دیا کہ ہر شخص نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی زیر نگرانی (انسانوں، جانوروں) کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔[6] فلاح و بہبود کے واجب پہلوؤں کے علاوہ رضاکارانہ پہلو مسلمانوں کو اپنے ساتھیوں، پڑوسیوں اور معاشرے کے دیگر افراد کی مدد کرنے کی ترغیب دیتا ہے اور اس بات کو یقینی بنایا جاتا ہے کہ کوئی اس وقت تک پیٹ بھر کے کھانا نہ کھائے جبکہ اس کا پڑوسی خالی پیٹ ہو یا کوئی دولت میں عیش و عشرت کے ساتھ رات نہ گزارے جبکہ اس کا پڑوسی مطلق غربت میں رہتا ہو۔[7]

ریاست اللہ اور لوگوں سے پہلے اس کی زمہ دار ہے۔ اسلام ریاست کو اسلامی معاشرے کے تمام افراد کو سوشل سیکورٹی مہیا کرنے کی ڈیوٹی تجویز کرتا ہے

معاشرے کا استحکام حاصل کرنے کے مختلف ذرائع بشمول صدقہ جو کہ خیراتی اعمال یا تحائف بشمول اعمال جن کا مقصد کسی کی موت کے بعد اس کیلئے صدقہ جاریہ ہو۔ وقف جس کا مطلب ہر سطح پر سماجی خدمات مہیا کرنا جیسا کہ تعلیم جو مذہبی و دنیاوی دونوں قسم کی ہو، صحت کے ادارے، پارکس، سرائے اور آرام گاہیں، پینے کے پانی کی سہولیات، لنگر خانے، حج کے آسان راستے، زرعی زمینیں بطور امداد، کفارات، قسم کے کفارے، کفارۂ صوم اور ظہار جو کہ محتاجوں کی مدد کرنے میں معاون ہوتے ہیں جو کہ کسی کی دولت سے اس کے گناہوں کا کفارہ ادا کرنے کیلئے ایک خاص حصہ محتاجوں کی مدد کیلئے دیا جاتا ہے۔ احرام کی پابندیوں کی خلاف ورزی پر فدیہ، شیخ فانی کا فدیہ صوم، مریض یا حاملہ و دودھ پلانے عورت کا فدیہ صوم ادا کیا جاتا ہے، ہدی کا جانور، قربانی، عقیقہ، وصیت وغیرہ کی صورت میں اسلام ریاست کو تمام لوگوں کا خیال رکھنے اور بالخصوص

---

[6]۔ابوداؤد،سلیمان بن اشعث،امام،سنن ابی داؤد،كِتَاب الْخَرَاجِ وَالْإِمَارَةِ وَالْفَيْءِ (کراچی:فرید بک سٹال،طبع اول)،رقم الحدیث 2928۔

[7]۔طبرانی،سلیمان بن احمد، المعجم الکبیر،(بیروت:دار الکتب العلمیہ، طبع رابع)،119/12،رقم الحدیث12741۔

محتاجوں کا خیال رکھنے کی ذمہ داری عائد کرتا ہے۔ ریاست اللہ اور لوگوں سے پہلے اس کی ذمہ دار ہے۔ اسلام معاشرے کے تمام افراد کو سوشل سیکورٹی مہیا کرنے کی ڈیوٹی تجویز کرتا ہے۔ ریاست اس ذمہ داری سے عمومی طور دو فیز ز میں عہدہ بر آ ہوتی ہے۔ پہلے فیز میں ریاست بے روزگاروں کیلئے نوکری کے مواقع پیدا کرکے، انہیں ٹولز مہیا کرکے، انہیں پیشہ ورانہ بنا کر اور ان کی ترقی کا تعاقب کرکے مفید کام کرنے کا موقع فراہم کرتی ہے تاکہ فرد اپنی محنت مزدوری سے روزی کما سکے۔ تاہم جب کوئی فرد کام کرنے سے معذور ہو جائے یا اپنی محنت مزدوری سے اپنی روزی کمانے کے قابل نہ ہو یا ریاست کسی بھی وجہ سے اس کی کفالت کرنے پر قادر نہ ہو تو معاشرے کے دیگر افراد کو ان کے ساتھ تعاون اور انفاق کی صورتوں کی طرف متوجہ کیا جا سکتا ہے۔

ریاست کے غریبوں اور محتاجوں کا کفیل بننے اور ان کی مدد کرنے میں مدد فراہم کرنے کے عمل میں درج ذیل عناصر شامل ہیں۔ زکوٰۃ (جو کہ ایک یقینی اور مخصوص آمدنی پر ہوتی ہے)، صدقۃ الفطر (جو رمضان المبارک کے اختتام پر ہر مسلمان مرد، عورت، بچے، بوڑھے، آزاد اور غلام پر عائد ہوتی ہے)، ٹیکسز (جب زکوۃ اور دوسرے زرائع سے ریاست کو حاصل ہونے والی آمدن ناکافی ہو)، دوسرے ذرائع جیسا کہ مال، خمس، فئے، العشور، الخراج، خمس الرکاز، ریاست کی زمینوں اور جائیدادوں سے ہونے والی آمدنی، گمشدہ جائیداد یا جائیداد جو کسی اور کو تفویض کی گئی ہو جس کا مالک نہ ڈھونڈا جا سکے، رقم کی صورت میں عائد ہونے والے جرمانے اور ان لوگوں کی جائیداد جو وارث کے بنا فوت ہو گئے ہیں۔ یوں اسلام، قرآن و سنت کے احکامات کے ذریعے فرد کے رویے اور طرز عمل کو ڈھالنے میں کامیاب ہوا ہے تاکہ وہ مالی طور پر آزاد ہو کر پہلے خود کی، پھر اپنے خاندان کی اور پھر اپنے رشتہ داروں کی مدد کر سکے اور آخر میں معاشرے کی فلاح میں بھی بڑے پیمانے پر اپنا کردار ادا کر سکے۔

اسی طرح معاشی استحکام و باہمی محبت کی طرف راہنمائی کرتی ایک روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> اگر تمہارا پڑوسی تنگدست ہو جائے تو اسے تسلی دو، اگر اسے خوشی حاصل ہو تو مبارکباد دو، اگر اُسے مصیبت پہنچے تو اس سے تعزیت کرو، اگر وہ مر جائے تو اس کے جنازے میں شرکت کرو، اس کی اجازت کے بغیر اس کے گھر سے اونچی عمارت بنا کر اس سے ہوا نہ روکو، سالن کی خوشبو سے اسے تکلیف نہ پہنچاؤ، ہاں! یہ کہ اسے بھی مٹھی بھر دے دو تو صحیح ہے، اگر پھل خرید کر لاؤ تو اسے بھی اس میں سے کچھ تحفہ بھیجو اور ایسا نہ کر سکو تو اسے چھپا کر اپنے گھر لاؤ اور "**پڑوسی**" کے بچوں کو تکلیف دینے کے لیے تمہارے بچے پھل لے کر باہر نہ نکلیں۔[8]

مسلم تاریخ کی کئی صدیوں میں ابتدائی مسلمان اور اسلامی سماجی بہبود کے بارے میں معاصر مسلم مفکرین کا تجزیہ بھی اس کی ایک مثال ہے۔ ممتاز مصری مفکر اور الاخوان المسلمون تحریک کے رکن سید قطب کی لکھی گئی کتاب "العدل الاجتماعی فی الاسلام" جسے مسلمانوں کے علماء اور غیر مسلموں میں بھی بڑے پیمانے پر پڑھا جاتا ہے میں سید قطب نے اس بات پر زور دیا کہ آج اسلامی سماجی بہبود کا عملی مسئلہ اسلام نہیں بلکہ خود مسلمانوں کا ہے کیونکہ ان کے پاس وہ کچھ ہے جو مسلم اکثریتی ریاستوں

[8] ۔بیہقی،احمد بن حسین،ابوبکر،امام،شعب الایمان،(بیروت:دارالکتب العلمیه،طبع ثالث)،83/07،رقم الحدیث 9560۔

میں یا دنیا بھر کے مختلف مسلم معاشروں میں اسلامی سماجی بہبود کے نظام کو قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ آج مسلمانوں کے ہاتھ میں موجود بہت سے ریکارڈ اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ ماضی میں مسلمان کس طرح فرد، گروہ یا قائدین کے طور پر اپنے اپنے معاشروں کی فلاح و بہبود میں عملی طور پر حصہ ڈالتے ہیں۔[9] چاروں ہدایت یافتہ خلفاء کی کہانیاں اس کی واضح مثال ہیں نیز اسی ضمن میں حضرت عمر بن عبد العزیز کا واقعہ بھی شامل ہے۔ دسویں صدی عیسوی کے مسلمان مورخ الطبری نے لکھا کہ مشہور مسلم خلفاء میں سے ایک عمر بن عبد العزیز نے حکم نامہ جاری فرمایا کہ اپنی زمینوں میں سرائے قائم کرو تا کہ جب بھی کوئی مسلمان وہاں سے گزرے تو تم اسے دن رات کے لیے رکھو اور اس کے جانوروں کی بھی دیکھ بھال کرو۔ اگر وہ بیمار ہے تو اس کی دو دن اور دو راتیں مہمان نوازی کرو اور اگر اس نے اپنا تمام رزق استعمال کر لیا اور مزید سفر جاری رکھنے سے قاصر ہے تو اسے اپنے آبائی شہر تک پہنچنے کے لیے جو کچھ درکار ہے وہ فراہم کریں۔[10]

ایمی سنگر ایک فرانسیسی اسکالر نے سلطنت عثمانیہ کے دور میں مسلمانوں میں سے کچھ لوگوں کے رویوں کے بارے میں لکھا کہ:

سلطنت عثمانیہ میں ایسے غریب لوگ ملتے ہیں جن کے پاس دینے کے لیے کچھ نہیں ہوتا تھا لیکن وہ یہ سمجھتے تھے کہ لوگوں کو مدد دینے میں صرف کھانے پینے کی چیزیں نہیں ہوتیں بلکہ ہر قسم کی ضروریات ہوتی ہیں۔ کچھ لوگ زندگی بھر پتھر لکڑی لا کر سوراخوں کو بھرنے اور ان کی سطحوں کر بہتر بنا کر خراب سڑکوں کی مرمت میں صرف کرتے رہے، دیگر ندیوں اور پانی کے ذرائع کا بندوبست کرتے تھے، سڑکوں پر پانی لاتے تھے اور کچھ کنویں کھودتے یا کسی طرح کے سائے میں سڑک پر پانی لاتے ہیں اور وہاں جوش و خروش سے پینے کی دعوت دیتے تھے۔[11]

کوئی پوچھ سکتا ہے کہ آج کیا ہوا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلامی سماجی بہبود کی رسول اللہ کی جانب سے فراہم کردہ مناسب منصوبہ بندی کا عملی اطلاق نہ ہونے کا اثر آج زیادہ تر مسلم معاشروں میں محسوس کیا جاتا ہے۔ خاص طور پر سب صحارا افریقہ اور کچھ ایشیائی ممالک میں اس طرح دیکھا جا سکتا ہے کہ بہت سے نوجوان سڑکوں پر بھیک مانگتے ہیں۔ نیز اس کا اثر غیر مسلموں تک بھی پہنچتا ہے۔ جب وہ مسلمانوں میں رہتے ہیں تو انہیں صدقہ و خیرات اور مسلمانوں کے دوسرے فلاحی کاموں سے فائدہ پہنچتا ہے۔ ایک مشہور حقیقت یہ ہے کہ خلیفہ عمر نے ایک بوڑھی عورت کے لیے بیت المال میں سے امداد مقرر کی تھی۔[12] اس طرح کی بھلائی اسلام کی تعلیمات کے ذریعے انسانیت کے نام پر لازمی ہے۔ اسلام میں سماجی فلاح و بہبود کا مطلب صرف مادی چیزیں دینا نہیں ہے بلکہ اخلاقی ذمہ داری بھی شامل ہے جیسے سڑک کے گڑھوں کو ٹھیک کرنا، مسافروں کو پانی فراہم کرنا، کسی کے چہرے پر مسکراہٹ لانا اور جہاں ممکن ہو ایک دوسرے کی مدد کرنا۔

9۔ قطب شهيد، سيد، العدل الاجتماعی فی الاسلام، (كوئٹه: مكتبه رشيديه، طبع اول) ص 107۔

10۔ ایضا، ص 84۔

11- Singer, Amy. Charity in Islamic Societis,(New York: Cambridge University Press, 2008), P 49.

12۔ دمیری، علامه، كمال الدين، حياة الحيوان الكبرى، (بيروت: دارالكتب العلميه، طبع اول)، 79/01۔

آج کے اسلامی معاشرے میں اسلامی فلاح و بہبود کی صورتحال:

اسلامی سماجی فلاح و بہبود مسلم معاشرے کی روحانی ضروریات کے ساتھ ساتھ چلتی ہے۔ جس طرح معاشرے کو زندہ رہنے کے لیے سماجی سہولیات کی ضرورت ہوتی ہے اس طرح اسے آگے بڑھانے کے لیے ایمان کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ درحقیقت ایمان کی کمی خوراک کی کمی سے زیادہ خطرناک ہے۔ زندگی میں دوہری کامیابیاں حاصل کرنے کے لیے مسلم سماجی فلاح و بہبود شریعت کے ایسے قواعد وضوابط پر مبنی ہے جو کہ فرد کو دنیاوی فوائد کے ساتھ اخروی فوائد حاصل کرنے کے لیے رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ بدقسمتی سے آج مسلم معاشرے شریعت کے فراہم کردہ ان اصولوں کو لاگو کرنے میں ناکام رہے ہیں جو ان کے معاشروں میں اسلامی سماجی فوائد کو حقیقی معنوں میں متعارف کرائے۔ بعض مسلمان ممالک مثلا افغانستان اور پاکستان وغیرہ ریاستی سطح پر اسلامی سماجی فلاح و بہبود کا نظام قائم کرنے میں ناکام رہے ہیں جو ان کے لوگوں کے معیار زندگی کو بدل سکے۔ ان ناکامیوں نے خاص طور پر مغربی ممالک سے تنقید سے جنم دیا ہے جہاں بعض مفکرین کا کہنا ہے کہ مسلمان اپنے مذہب کے آئیڈیل اور حقیقی دائرے سے باہر زندگی بسر کرتے ہیں کیونکہ ان کی عملی زندگی اکثر اسلام کے آئیڈیاز کے برعکس ہوتی ہے۔[13] ان تمام خرابیوں کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ ہم نے ریاستی، تحریکی یا انفرادی طور پہ سماجی فلاح و بہبود کی خدمت سرانجام دیتے ہوئے سرکار عالی وقار کی فراہم کردہ اس منصوبہ بندی سے اغماض نظر برتا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

عہد نبوی میں معاشرتی فلاح کی حکمت عملی:

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زندگی کو دو بڑے ادوار میں تقسیم کیا جاسکتا ہے

- مکہ مکرمہ میں زندگی
- مدینہ منورہ میں زندگی

مکہ مکرمہ میں اسلامی ریاست صحیح طریقے سے نہیں تھی چنانچہ وہاں فلاحی ریاست کی منصوبہ بندی ممکن نہیں تھی لیکن اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے عوام کی فلاح و بہبود کے کاموں مین کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ یہ فلاحی کام عموماً انفرادی نوعیت کے ہوتے تھے۔ آپ ﷺ غریبوں غلاموں اور ضرورت مندوں کی مالی عملی یا زبانی اپنی حد تک مدد فرماتے تھے۔ ہجرت کے بعد مدینہ میں ایک صحیح اسلامی ریاست وجود میں آئی اور رسول اللہ ﷺ نے ایک مناسب اور منظم فلاحی پالیسی دی۔ بظاہر اسے باقاعدہ منصوبہ بندی نہ کہا جائے لیکن باطنی تجزیاتی جائزہ صاف ظاہر کرتا ہے کہ آپ نے زندگی کے مختلف شعبوں کے لیے باقاعدہ فلاحی کام انجام دیئے جن کو سامنے رکھ کر اسلامی فلاحی امور کی انجام دہی کی مکمل حکمت عملی تیار کی جاسکتی ہے۔ سرکار عالی وقار کی سماجی فلاح کی منصوبہ بندی کے اہم نکات درج ذیل ہیں:

[13]- Vikor, S. Knut. Sufism and Social Welfare in the Sahara. Weiss, Holger (eds). Begging and Almsgiving in Ghana: Muslim Positions Towards Poverty and Distress. (Uppsala: Nordiska Africainstitutet, 2007), P 33.

خوراک لباس اور رہائش کی فراہمی:

اول معاشرہ میں رہنے اور زندہ رہنے کے لیے خوراک، لباس اور رہائش زندگی کی تین بنیادی سہولتیں ہیں ان کی عدم موجودگی میں ہم انسانوں سے انسانیت کی توقع نہیں کرسکتے۔ یہ ظاہر ہے ہم ان سہولیات کا بندوبست ان لوگوں کے لیے کرتے ہیں جن کے پاس نہیں ہے۔ اس لیے رسول ﷺ نے ان تینوں چیزوں کا اہتمام ان لوگوں کے لیے کیا جو مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہجرت سے پہلے مدینہ میں مہاجرین کی بہتر اور محفوظ زندگی کے لئے 72 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیت عقبہ ثانی کے نام سے بیعت لی۔[14] انصار مدینہ نے اس حلف کو پورا کرنے اور مہاجرین کو زندگی کی تمام بنیادی سہولیات فراہم کرنے کا وعدہ کیا۔ مواخات مدینہ اسی حلف اور وعدے کی تعمیل و تکمیل تھی۔ مواخات مدینہ کے اس قدم کے ذریعے رسول اللہ ﷺ نے فلاحی پالیسی کی ایسی مثال پیش کی جو اپنی نوعیت میں بے مثال تھی۔

موجودہ دور میں بعض وجوہات کی بنا پر مسلمان اپنے ملکوں میں بھی کسمپرسی کی زندگی گزار رہے ہیں اور سب سے بری حالت اسلامی ممالک میں تارکین وطن کی ہے۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ریاست کی دیگر کوششوں کے ساتھ مسلمانوں میں عملی طور پر بھائی چارے کا جذبہ پیدا کرنے کے لیے سنت نبوی ﷺ کو عملی شکل دی جائے اور مواخات مدینہ کی روح پہ عمل کرتے ہوئے صاحب ثروت مسلمان بقدر استطاعت نادار مسلمانوں کی کفالت کو اپنے ذمہ لیں تو یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ اس پالیسی پر عمل کر کے شہریوں اور تارکین وطن کو درپیش تمام مسائل کو پلک جھپکنے میں حل کیا جاسکتا ہے۔

پرامن زندگی، رہائشی سہولیات اور جان کی حفاظت کے لیے مواخات مدینہ:

مواخات مدینہ اسلامی فلاحی پالیسی کا بنیادی اور اہم حصہ تھی۔ ہر مہاجر کو ہر انصار کا بھائی بنایا گیا جو مدینہ کا مقامی شہری تھا۔ اتحاد و اخوت کے اس فیصلے نے تمام سماجی اختلافات کو مٹانے میں مدد کی اور تارکین وطن کو تحفظ کا ایک منفرد احساس فراہم کیا۔ یہ بالکل واضح ہے کہ مناسب منصوبہ بندی کے بغیر ایک قدم سے بے شمار فوائد حاصل کرنا تقریباً ناممکن ہے لیکن مدینہ کی بھائی چارگی کے نتیجے میں مسلمانوں کو معاشی فوائد کے ساتھ ساتھ کئی دیگر مثبت فوائد بھی حاصل ہوئے۔ اس کے علاوہ یہ مسلم معاشرے کے قیام کے لیے ایک عظیم فلاحی پالیسی ثابت ہوئی۔ مدینہ کی اخوت کی مثال انفرادی قومی اور بین الاقوامی سطح پر ہمارے مسائل کا بہترین حل ہے۔ یہ امت مسلمہ کے معاشی اور سیاسی وقار کو دوبارہ حاصل کرنے کے لیے بھی کارآمد ثابت ہو سکتی ہے۔

ریاستی فلاحی فنڈ (بیت المال / سٹیٹ ویلفیئر فنڈ):

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ریاستی فلاحی فنڈ کا نظام سرکاری طور پر منظم کیا تاکہ بھوک وافلاس پر قابو پایا جاسکے اور تمام مسلمانوں کو بنیادی حقوق فراہم کئے جاسکیں اور اقتصادیات کو مضبوط کیا جاسکے۔ ملک اور معاشرے کی حالت کو بہتر کیا

[14] ۔ کاندھلوی، محمد ادریس، علامہ، سیرت مصطفی، (لاہور: مکہ پبلشرز، طبع دوم)، ص 208۔

جا سکے۔ اسلامی ریاست میں محصولات کی وصولی کے لیے مختلف وسائل میں سے فلاحی فنڈ ز زکوۃ اور عطیات کی شکل میں سے تھے ریاست کے فلاحی فنڈ سے غریبوں یتیموں اور ضرورت مندوں کی مدد کی گئی۔ موجودہ دور میں ہمیں انفرادی کے ساتھ ساتھ حکومتی سطح پہ ایسے اداروں کی اشد ضرورت ہے جو بہت سی بیواؤں اور اپاہجوں کی ضروریات کو منصفانہ طور پہ پورا کر سکے تا کہ انہیں بھیک مانگنے سے بچایا جا سکے۔ ایسے ہی چائلڈ لیبر ایک اہم اور گھمبیر مسئلہ ہے۔ بچوں کو اپنی صلاحیت واستعداد سے زیادہ کام کرنا پڑتا ہے۔ دولت کی تقسیم متوازن نہیں ہے۔ سماجی انصاف خطرے میں ہے جس نے سیاسی اور نفسیاتی مسائل کو جنم دیا ہے۔ ریاستی فلاحی فنڈ کا ادارہ دانشمندی سے قائم کیا جائے تو ان تمام مسائل کا خاتمہ ہو سکتا ہے اور بے روزگاری کی لعنت پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ تاہم جب بھی پیغمبر اکرم ﷺ کو انفرادی طور پر کچھ آمدنی یا مال غنیمت کا خمس ملتا تو آپ ﷺ اسے اپنے قریبی عزیزوں، رشتہ داروں اور دیگر مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے خرچ فرماتے تھے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فدیہ کے مال میں سے اپنا حصہ غریبوں میں تقسیم کیا۔

مناسب نان نفقہ کے انتظامات:

رسول اللہ ﷺ ہمیشہ موقع کے مطابق لوگوں کے لیے مناسب نان نفقہ کا اہتمام فرماتے تھے۔ ایک دفعہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ والدہ کا انتقال ہو گیا اور میں ان کی روح کے سکون کے لیے کچھ کرنا چاہتا ہوں، مجھے بتائیں کہ میں اس سلسلے میں کیا کر سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم کنواں کھود کر صحرا کی شدید گرمی میں پیاسے لوگوں کو پانی پلا سکتے ہو۔ یہ آپ کی والدہ کے لیے بھی فائدہ مند ہو گا آپ کے لیے بھی۔[15]

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں لوگوں کے لیے میٹھے پانی کے کنویں کا سرکاری طور پر انتظام کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خواہش کے مطابق اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے بیر رومہ چار سو دینار میں عطیہ کے لیے خریدا۔[16]

آج بھی مسلمان بہت سے معاملات کو سنبھال سکتے ہیں۔ جیسے مدینہ کی ابتدائی سوسائٹی کے لوگوں نے دولت کو بہترین طریقے سے استعمال کر کے بھت سے مسائل پہ قابو پا لیا تھا ایسے ہی آج بھی قابو پایا جا سکتا ہے خاص طور پر اشرافیہ کے لوگ اور حکومت۔ نیز افسران کو سرکاری اور ذاتی سطح پر فلاحی پروگرام ترتیب دینے میں خود شامل ہونا چاہیے۔ یہ اقدامات ہمارے موجودہ حالات میں سود مند ثابت ہوں گے۔ عصر حاضر میں یہ اس لئے بھی ضروری ہے تا کہ مسلمان اجتماعی طور پر ایک امت کے طور پر ترقی کی طرف بڑھ سکیں۔

---

[15]۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الجنائز۔ باب موت الفجاۃ البغتۃ، (بیروت: دارالکتب العلمیہ)، رقم الحدیث 1332۔

[16]۔ ایضا، رقم الحدیث 2778۔

بے روزگار افراد کے لیے زرعی زمین کی فراہمی:

رسول اللہ ﷺ نے بے گھر اور بے روزگار لوگوں میں غیر آباد زمین کے بہت سے ٹکڑے تقسیم کیے تا کہ وہ ان پر کھیتی باڑی کرتے ہوئے عزت کی زندگی گزار سکیں. رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو بنجر زمین پر کھیتی باڑی کرے گا اس کا زمین پر حق ہو گا۔[17] آپ نے بے گھر لوگوں میں رہائشی پلاٹ بھی تقسیم کئے۔ یہ تمام اقدامات نہ صرف معاشرے سے بھوک اور غربت کے خاتمے میں مددگار ثابت ہوئے بلکہ ریاستی پیداوار میں اضافے کا سبب بھی بنے۔ اس طرح کے اقدامات آج کی خاص ضرورت ہیں۔

تعلیمی میدان میں بہتری کے اقدامات کے ذریعے سماجی بہبود:

رسول اللہ ﷺ نے جنگی قیدیوں کی مہارتوں کو حکمت کے ساتھ استعمال کیا۔ فتح خیبر کے قیدیوں میں تقریباً تیس لوہار تھے۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ ان سے یہ فن سیکھیں۔[18] بدر کے قیدیوں میں کچھ پڑھے لکھے تھے ان میں سے ہر ایک کو یہ کام سونپا گیا کہ وہ کم از کم دس نوجوانوں کو پڑھنا لکھنا سکھائیں۔[19] ہجرت کے بعد رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو تعلیم دینے کے لیے ایک تعلیمی ادارہ قائم کیا جسے صفہ ٹرسٹ کا نام دیا جا سکتا ہے۔ اس ٹرسٹ کے طلبہ دو طرح کے تھے، وہ طلبہ جو تعلیم حاصل کر کے اپنے گھروں کو لوٹ جاتے اور دوسرے وہ طلبہ جو بے گھر تھے، وہ وہیں تعلیم حاصل کرتے اور وہیں قیام کرتے تھے۔ پیغمبر اکرم ﷺ نے ان کا مکمل انتظام فرمایا تھا۔ آپ ﷺ نے انہیں مدینہ کے امیر لوگوں میں تقسیم کیا اور انہوں نے اپنی استطاعت کے مطابق ان کے کھانے کا انتظام کیا۔ جن لوگوں کی ملکیت میں باغات تھے انہیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ صفہ کے طلبہ کے لیے کم از کم پھلوں کا ایک گچھا مسجد میں لا کر لٹکا دیا کریں۔[20]

اس قسم کا عمل نہ صرف تعلیم جیسی بنیادی ضروریات کے حصول کے لیے اہم ہے بلکہ بے گھر لوگوں کو رہائش فراہم کرنے کے لیے بھی مفید ہے۔ اس طرح ان کی صلاحیتوں کو تعمیری مقاصد کے لیے خرچ کرنے کے لیے بچایا جا سکتا ہے۔ آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں نو مساجد بنوائیں۔ ان مساجد کو تعلیمی اداروں کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا تھا اور انکی نگرانی رسول اللہ ﷺ خود کرتے تھے۔ بعض مؤرخین کے مطابق مدینہ میں صفہ کے علاوہ ایک اور تعلیمی ادارہ بھی تھا جس کا نام دارالقراء تھا۔[21]

[17] ۔ابو داؤد،سلیمان بن اشعث،سنن ابی داؤد،کتاب الخراج والامارة والفئ،رقم الحدیث 3073۔
[18] ۔الکتانی،عبد الحی،سید، الترتیب الاداریہ(مترجم)،(کوئٹہ،مکتبہ رشیدیہ،طبع اول)،ص 258۔
[19] ۔ایضا،ص 226۔
[20] ۔ایضا،ص 240۔
[21] ۔ایضا،ص 44۔

نظام وقف، لوگوں کی فلاح وبہبود کے لیے ایک مستقل نظام:

رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کی فلاح وبہبود کے لیے بہت سی چیزیں وقف فرمائیں۔ علامہ خطابی کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے کھجور کا ایک درخت اور زمین کا ایک ٹکڑا امیت کے لیے عطیہ کیا۔[22] یہ رسول اللہ ﷺ کے حکم کی وجہ سے تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رومہ کا کنواں خرید کے اہل مدینہ کو عطیہ کیا۔ آپ ﷺ نے بہت سے صحابہ کرام کو مشورہ دیا کہ وہ اپنی بہت سی چیزیں لوگوں کی فلاح وبہبود کے لیے عطیہ کریں۔ مثال کے طور پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اپنی خیبر کی زمین اس طرح وقف کرو کہ نہ اسے بیچا جاسکے اور نہ ہی کسی کو عطیہ کیا جاسکے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے اپنے رشتے داروں اور ضرورت مندوں کی بھلائی کے لیے خرچ کرو چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ زمین حضرت محمد ﷺ کے حکم کے مطابق وقف کردی۔[23] نیز مختلف مواقع پر نبی کریم ﷺ نے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ زمینوں اور کھیتوں کی پیداوار کو بھی عطیہ کریں۔ فلاح وبہبود کے ان تمام امور کو ذہن میں رکھ کر ہمارے درمیان موجود اختلافات کو مٹانے کے لیے بہت کچھ کیا جاسکتا ہے۔ اس عمل سے خاندان، رشتہ داروں اور غریبوں کو باعزت طریقے سے فائدہ پہنچایا جاسکتا ہے۔

متفرق فلاحی امور:

رسول اللہ ﷺ حالات وضروریات کے مطابق فلاحی فیصلے کرتے رہے۔ یہ حالاتی فیصلے ایک لازوال فلاحی منصوبے کا حصہ تھے

نبی کریم ﷺ نے غریبوں کے قرض واپس کرنے میں ان کی مدد کی۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ میت کا قرض مجھ پر واجب ہے۔ اس ضمن مین درج ذیل حدیث عظیم مشعل راہ ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ،أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتَى بِالرَّجُلِ الْمُتَوَفَّى عَلَيْهِ الدَّيْنُ ، فَيَسْأَلُ : هَلْ تَرَكَ لِدَيْنِهِ فَضْلًا ؟ فَإِنْ حُدِّثَ أَنَّهُ تَرَكَ وَفَاءً صَلَّى ، وَإِلَّا قَالَ لِلْمُسْلِمِينَ : صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ ، فَلَمَّا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْفُتُوحَ ، قَالَ : أَنَا أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ ، فَمَنْ تُوُفِّيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَتَرَكَ دَيْنًا فَعَلَيَّ قَضَاؤُهُ ، وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ۔[24].

رسول اللہ ﷺ کے پاس جب کسی ایسے شخص کا جنازہ لایا جاتا جس پر قرض ہوتا تو آپ دریافت فرماتے کہ مرنے والے نے قرض کی ادائیگی کے لیے ترکہ چھوڑا ہے یا نہیں۔ اگر کہا جاتا کہ اتنا چھوڑا ہے جس سے ان کا قرض ادا ہو سکتا ہے تو آپ ان کی نماز پڑھتے، ورنہ مسلمانوں سے کہتے کہ اپنے ساتھی پر تم ہی نماز پڑھ لو۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے

---

[22]۔ایضا، ص 150۔

[23]۔ مسلم بن حجاج،قشیری،امام،صحیح مسلم،کتاب الوصیۃ،باب الوقف،(کراچی:نور محمد اصح المطابع)، رقم الحدیث 4224۔

[24]۔ بخاری، محمد بن اسماعیل،امام، الجامع الصحیح،کتاب النفقات،(کراچی:نور محمد اصح المطابع،طبع ثالث)، رقم الحدیث 5371۔

آنحضور ﷺ پر فتوحات کے دروازے کھول دیئے تو فرمایا کہ میں مسلمانوں سے ان کی خود اپنی ذات سے بھی زیادہ قریب ہوں اس لیے ان مسلمانوں میں جو کوئی وفات پائے اور قرض چھوڑے تو اس کی ادائیگی کی ذمہ داری میری ہے اور جو کوئی مال چھوڑے وہ اس کے ورثاء کا ہے۔

مقروض لوگوں کے لیے رسول اللہ ﷺ نے براہ راست اقدامات کیے اور دوسرے لوگوں کو بھی تعاون کرنے پر مجبور کیا۔ نہ سرف مجبور کیا بلکہ آپ ﷺ نے لوگوں کو ان اعمال کے فوائد کے بارے میں بتایا تا کہ دولت مند لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمت حاصل کرنے کے لیے ریاست کے ساتھ ساتھ خود کو بھی شامل کریں۔ یہ منصوبہ بندی انسانیت کی بہتری کے لیے آپ ﷺ کے لازوال اثرات کی روح ہے۔ اسی تناظر میں سرکار عالی وقار کی حدیث قابل غور ہے:

عن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: " إذا مات الإنسان انقطع عنه عمله إلا من ثلاثة، إلا من صدقة جارية، او علم ينتفع به، او ولد صالح يدعو له ـ[25]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب انسان فوت ہو جائے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین اعمال کے) کہ وہ منقطع نہیں ہوتے، صدقہ جاریہ یا ایسا علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے یا نیک بیٹا جو اس کے لیے دعا کرے۔

آج کی مادیت پسند دنیا میں یہ منصوبہ بندی بلاشبہ ایک کامیاب فلاحی معاشرے کی بنیاد فراہم کر سکتی ہے۔ خالص نیت اور وفاداری کے جذبے کے ساتھ ہم زکوٰۃ و خیرات کو استعمال کر سکتے ہیں۔ اور ریاستی فلاحی فنڈ سے حاصل ہونے والی رقوم کو عوام الناس کو مختلف سہولیات فراہم کرنے کے لیے استعمال کر سکتے ہیں۔ اسے پلوں کی تعمیر، کنویں اور پانی کے ٹینک کھودنے اور مساجد کی تعمیر کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ سیکیورٹی، تعلیم، صحت، زراعت اور صنعت کے ساتھ دیگر فلاحی امور میں استعمال کر کے لوگوں میں بے چینی کو ختم کر سکتے ہیں۔ یہ چیز اخلاقی اقدار کے حصول اور چھلانگ لگا کر ترقی حاصل کرنے میں مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سماجی بہبود کی منصوبہ بندی عصر حاضر میں پاکستانی معاشرے کو کئی طریقوں سے متاثر کرتی ہے جن میں سے اہم نکات درج ذیل ہیں:

1. **کمیونٹی کی خدمت پر زور:** نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال رضاکارانہ، اجتماعی مشغولیت اور اجتماعی ذمہ داری کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔

2. **کمزور گروہوں کو بااختیار بنانا:** خواتین کے حقوق، یتیم بچوں کی دیکھ بھال اور غربت کے خاتمے کے لیے کیے گئے اقدامات پسماندہ طبقات کی مدد کے لیے کی گئی کوششوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔

---

[25] ـ صحيح مسلم، كتاب الوصيه،باب ما يلحق الانسان من الثواب بعد وفاته،رقم الحديث 4223ـ

3. فلاح و بہبود کے لیے جامع نقطہ نظر: روحانی، تعلیمی اور اقتصادی ترقی کے لیے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا انضمام سماجی بہبود کے لیے جامع نقطہ نظر کی تحریک کرتا ہے۔

4. انصاف اور مساوات کی اہمیت: انصاف، ہمدردی، اور انسانی حقوق پر ان کا زور سماجی انصاف کے لیے عصری وکالت کو تحریک دیتا ہے۔

5. سماجی بہبود میں ایمان کا کردار: پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال یہ ظاہر کرتی ہے کہ ایمان کس طرح سماجی ذمہ داری کو آگے بڑھا سکتا ہے اور انسانی کاموں کی ترغیب دیتا ہے۔

6. کمیونٹی پر مبنی اقدامات: مقامی، کمیونٹی سے چلنے والے منصوبوں کی اس کی حوصلہ افزائی جدید نچلی سطح پر اقدامات کو متاثر کرتی ہے۔

7. پائیداری اور خود انحصاری: خود کفالت اور پائیدار طرز عمل پر پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زور اقتصادی بااختیار بنانے کے لیے عصری کوششوں کو متاثر کرتا ہے۔

8. بین المذاہب اور بین الثقافتی تعاون: دوسرے مذاہب کے لوگوں کے ساتھ تعاون کی اس کی مثال جدید بین المذاہب اقدامات اور سماجی بہبود کے تعاون کو متاثر کرتی ہے۔

9. تعلیم اور ذاتی ترقی پر زور: علم اور ذاتی ترقی پر پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زور عصری تعلیم اور ہنر کی تربیت کے اقدامات کو تحریک دیتا ہے۔

10. ہمدردی اور رحم: تمام لوگوں کے لیے اس کی ہمدردی اور رحم کی مثال عصری انسانی ہمدردی کی کوششوں اور سماجی بہبود کے اقدامات کو متاثر کرتی ہے۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سماجی بہبود کی منصوبہ بندی کا مطالعہ کرنے سے، عصری اقدامات جدید سماجی چیلنجوں سے نمٹنے کے لیے قابل قدر بصیرت اور تحریک حاصل کر سکتے ہیں۔

مصادر و مراجع

1) ۔القرآن الکریم

2) ۔ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، امام، سنن ابی داؤد، کراچی: فرید بک سٹال، طبع اول۔

3) ۔الکتانی، عبد الحیٰ، سید، الترتیب الاداریہ (مترجم)، کوئٹہ: مکتبہ رشیدیہ، طبع اول۔

4) ۔بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، بیروت: دار الکتب العلمیہ، طبع دوم۔

5) ۔بخاری، محمد بن اسماعیل، الادب المفرد، کتاب، کراچی: نور محمد اصح المطابع، طبع اول۔

6) ۔بیہقی، احمد بن حسین، ابو بکر، امام، شعب الایمان، بیروت: دار الکتب العلمیہ، طبع ثالث۔

7) ۔دمیری، علامہ، کمال الدین، حیاۃ الحیوان الکبری، بیروت: دار الکتب العلمیہ، طبع اول۔

8) ۔طبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الکبیر، بیروت: دار الکتب العلمیہ، طبع رابع۔

9) ۔قطب شہید، سید، العدل الاجتماعی فی الاسلام، کوئٹہ: مکتبہ رشیدیہ، طبع اول۔

10) ۔کاندھلوی، محمد ادریس، علامہ، سیرت مصطفی، لاہور: مکہ پبلشرز، طبع دوم۔

11) ۔مسلم بن حجاج، قشیری، امام، صحیح مسلم، کراچی: نور محمد اصح المطابع، طبع دوم۔

12) ۔Singer, Amy. Charity in Islamic Societis,(New York: Cambridge University Press, 2008), P 49.

13) ۔Vikor, S. Knut. Sufism and Social Welfare in the Sahara. Weiss, Holger (eds). Begging and Almsgiving in Ghana: Muslim Positions Towards Poverty and Distress. (Uppsala: Nordiska Africainstitutet, 2007), P 33.